Regd. S. No 1411

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۴ کراچی ۳

رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا روزنامہ

فی پرچہ ۱/

الْمُصْلِح

ہفتہ ۲۷ ربیع الاول سنہ ۱۳۷۳

ایڈیٹر: عبد القادر بی اے

جلد ۶ | ۵ فتح ۱۳۳۲ ھش - ۵ دسمبر سنہ ۱۹۵۳ | نمبر ۲۰۵

دولتِ مشترکہ کے صحافیوں کی انجمن چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کے اعزاز میں دعوت کا اہتمام کرے گی

آپ نیویارک سے کراچی واپس آنے کیلئے ۱۰ دسمبر کو لندن پہنچ جائینگے

لنڈن ۴ دسمبر۔ دولت مشترکہ کے صحافیوں کی انجمن ۱۱ دسمبر کو وزیر خارجہ پاکستان آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خان کے اعزاز میں دعوت کا اہتمام کرے گی۔ آجکل آپ نیویارک میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں پاکستانی وفد کے قائد کی حیثیت سے شرکت کر رہے ہیں۔ امید ہے آپ نیویارک سے ۱۰ دسمبر کو جمعرات کے روز لنڈن پہونچ جائیں گے۔ اور کراچی واپس آنے سے قبل چند روز وہاں قیام کریں گے۔

سلسلہ احمدیہ کی خبریں

ربوہ یکم دسمبر (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت تا حال ناساز ہے۔ پیٹ میں ہلکے ہلکے تشنج کے علاوہ گلے میں خرابی کی شکایت ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

ڈچ ترجمۃ قرآن مجید کا پہلا نسخہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بذریعہ ہوائی جہاز ارسال کیا جا رہا ہے

لنڈن ۴ دسمبر۔ مکرم جناب چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ امام مسجد لنڈن اس امر کی اطلاع دیتے ہوئے کہ ڈچ زبان میں قرآن مجید کے ترجمے کی طباعت مکمل ہو چکی ہے مطلع فرماتے ہیں کہ اس ترجمے کا طبع شدہ نسخہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں فوری طور پر بذریعہ ہوائی جہاز ارسال کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح ایک نسخہ مبلغ انچارج انڈونیشیا مشن کے لئے بھی بھجوایا جا رہا ہے۔ یہ نسخے ۴ دسمبر کو بروز جمعہ رائل ڈچ ایرلائنز کے ذریعہ روانہ کئے جائیں گے۔ انشاء اللہ

جنرل اسمبلی کی طرف سے کوریا میں کمیونسٹوں کے وحشیانہ مظالم پر گہری تشویش کا اظہار

روسی بلاک کے شدید احتجاج کے باوجود مغربی طاقتوں کی قرارداد منظور کر لی گئی۔ اکثر ایشیائی ممالک نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا

نیویارک ۴ دسمبر۔ کل رات اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے روسی بلاک کے شدید احتجاج کے باوجود ایک قرارداد منظور کر لی۔ جس میں اس امر پر شدید تشویش کا اظہار کیا گیا ہے۔ کہ کوریا میں کمیونسٹ وحشیانہ مظالم کا ارتکاب کرتے رہے ہیں۔ امریکہ نے کمیونسٹوں پر الزام لگایا تھا۔ کہ کمیونسٹوں نے کوریا میں ۳۶ ہزار افراد کو انسانیت سوز مظالم کا تختہ مشق بنایا ہے۔ اس قرارداد پر رائے شماری کے وقت پاکستان اور بہت سے عرب ایشیائی ممالک غیر جانبدار رہے۔ انہوں نے قرارداد کے حق میں یا اس کے خلاف کوئی حصہ نہیں لیا۔ پاکستان کے وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے کل جنرل اسمبلی میں اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے کہ بہت سے عرب ایشیائی ممالک نے اس قرارداد پر رائے شماری میں حصہ کیوں نہیں لیا فرمایا میری حکومت مظالم کی عام مذمت کے حق میں ووٹ دے سکتی ہے۔ لیکن علی الخصوص کوریا کے مظالم کے متعلق وہ تشویش کا اظہار کرنے سے قاصر ہے۔ کیونکہ چین اور شمالی کوریا کے کمیونسٹ نمائندوں کو اس بارے میں اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے کا موقعہ نہیں دیا گیا۔ علاوہ ازیں یہاں کافی حد تک یہ احساس بھی پایا جاتا ہے۔ کہ اس امر کے پیش نظر آجکل سرد جنگ کی کشیدگی کو دور کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس قسم کی اشتعال انگیز شکایات پیش کرنے کے لئے یہ وقت موزوں نہیں ہے۔

"اسرائیل" کے خطرے کا مقابلہ کرنے کیلئے عرب ملکوں کا اتحاد ضروری ہے

عراقی پارلیمنٹ کی رسم افتتاح کے موقعہ پر شاہ فیصل دوم کی تقریر

بغداد ۴ دسمبر۔ عراق کے جوان سال حکمران شاہ فیصل دوم نے پچھلے دنوں اپنے دور حکومت کی پہلی پارلیمنٹ کی رسم افتتاح کے موقعہ پر تخت شاہی سے آج تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا۔ کہ صرف اور صرف اتحاد کے ذریعہ ہی عرب ممالک موجودہ مسائل اور بالخصوص اسرائیل کے بڑھتے ہوئے خطرے کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ دوران تقریر میں انہوں نے کہا میری حکومت کی پالیسی یہ ہوگی۔ کہ دنیا میں قیام امن کے امکانات کو زیادہ سے زیادہ قوی بنایا جائے۔ کیونکہ دنیا کے اہم حصوں میں بہر حال امن کا برقرار رکھنا ضروری ہے۔ فلسطین کا ذکر کرتے ہوئے شاہ فیصل نے کہا فلسطین دنیائے عرب کا جزو لاینفک ہے۔ اسے عرب دنیا سے کسی صورت میں بھی علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔

سیلون کے وزیر اعظم

کراچی آ رہے ہیں

نئی دہلی ۴ دسمبر۔ کولمبو سے آمدہ ایک اطلاع مظہر ہے کہ سیلون کے وزیر اعظم سر جان کوٹلہ والا ۱۳ جنوری ۱۹۵۴ء کو کراچی آنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وہاں دو روز قیام کرنے کے بعد وہ بھارتی وزیر اعظم مسٹر نہرو سے بات چیت کرنے کے لئے ۱۵ جنوری کو نئی دہلی بھی جائیں گے۔

امریکی سفیر مقیم تہران کا عزم کراچی

تہران ۴ دسمبر۔ امریکی سفیر مقیم تہران لائے ہینڈرسن کراچی جانے کے لئے ۶ دسمبر کو تہران سے روانہ ہو رہے ہیں۔ وہ بغداد ہوتے ہوئے کراچی پہونچیں گے۔ اور وہاں امریکہ کے نائب صدر مسٹر رچرڈ نکسن سے ملاقات کریں گے مسٹر ہینڈرسن ۹ دسمبر کو مسٹر نکسن کے ہمراہ تہران واپس پہونچ جائیں گے

دستور کا مسودہ تیار کرنے میں

برطانیہ پاکستان کی ہر ممکن امداد کریگا

لنڈن ۴ دسمبر۔ برطانوی دارالعوام میں کل حکومت کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا کہ برطانوی حکومت دستور کا مسودہ تیار کرنے کے سلسلے میں پاکستان مجلس دستور ساز کو امداد بہم پہونچانے کی پوری کوشش کرے گی۔

پنجاب کے نئے ایڈووکیٹ جنرل

لاہور ۴ دسمبر۔ راولپنڈی کے ممتاز وکیل مسٹر اے آر چنگیز نے چیف پنجاب کا نیا ایڈووکیٹ جنرل مقرر کیا گیا ہے۔ کل اپنے عہدے کا چارج لے لیا۔ وہ کئی سال تک راولپنڈی بار ایسوسی ایشن کے صدر رہ چکے ہیں۔

دکانوں پر حملوں کے خلاف

حفاظتی اقدامات

قاہرہ ۴ دسمبر۔ جن دو کانداروں نے برطانوی باشندوں کے ہاتھ سامان فروخت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ انہیں مصریوں کے حملوں سے بچانے کے لئے برطانوی فوج نے فیض کے تجارتی حلقے کے گرد کانٹے دار تار لگا کر اسے محفوظ کر دیا ہے۔ اس سے قبل ایسی دکانوں پر بعض حملوں کی اطلاعات موصول ہوئی تھیں۔

تونس کے مشہور سیاسی لیڈر کی علالت

پیرس ۴ دسمبر۔ تونس کے مشہور قومی لیڈر حبیب بورقیبہ کے متعلق یہاں کے دائیں بازو کے ایک اخبار نے لکھا ہے کہ جیل میں ان کی حالت نہایت نازک ہے۔ انہیں گذشتہ سال کے اوائل میں فرانس کے خلاف سرگرمی کی بنا پر گرفتار کیا گیا تھا۔ ... انہیں نہ اخبارات دیئے جاتے ہیں۔ اور نہ ہی کسی سے ملنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ پچھلے دنوں خاص اجازت ملنے پر جب ان کی بیوی نے عرصہ دراز کے بعد

ہماری تشویش دور نہیں ہوئی نہرو کا اعلان

نئی دہلی ۳ دسمبر۔ بھارت کے وزیر اعظم پنڈت نہرو نے آج ایک انٹرویو میں پھر اس بات کا اعادہ کیا کہ امریکہ اور پاکستان کے مجوزہ فوجی اتحاد پر بھارت کو تشویش ہے۔ پنڈت نہرو نے آج امریکہ کے نائب صدر سے بھی اس مسئلہ پر بات چیت کی۔

عبد القادر پرنٹر و پبلشر نے آرمی پریس میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کیا۔

روزنامہ المصلح کراچی
مورخہ ۵ رفتح ۱۳۳۲ھش

اردو رسم الخط

یو۔ پی میں جو کانفرنس دیونا گری رسم الخط کو ترقی دینے کے لئے ہو رہی ہے۔ وزیر اعظم بھارت جناب پنڈت نہرو نے اس کو پیغام دیتے ہوئے فرمایا ہے:

”اردو اور ہندی کا تصادم فضول ہے بھارت میں بہت سے لوگ اردو بولتے ہیں۔ علاوہ ازیں افریقہ اور ہندوستان کے درمیان اسی زبان کے ذریعہ رشتہ اتحاد قائم ہے۔ یہ زبان ہندوستان میں چار سو سال سے مستعمل ہے۔ آہستہ آہستہ دیونا گری رسم الخط اردو رسم الخط پر غالب آجائے گا۔ لیکن ہم کو ہر حال اردو رسم الخط کو قائم رکھنا بلکہ اسے ترقی دینا چاہیئے۔“

پنڈت نہرو کا یہ پیغام واقعی نہایت معقول اور واجب ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے اپنے ایک اداریہ میں لکھ چکے ہیں۔ اردو اور ہندی بنیادی طور پر ایک ہی زبان کے دو رخ ہیں۔ اور اس کی دو مختلف صورتیں محض تعصب کی وجہ سے رونما ہو گئی ہیں۔ اور کہ موجودہ زبان جس کو ہندی کہا جاتا ہے۔ وہی زبان ہے۔ جس کو اول اول مسلمانوں نے ہی ترویج دی تھی۔ اور اس میں تصنیفات لکھی تھیں۔ اور جو بعد میں رفتار زمانہ کے ساتھ اردو کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ ہم نے یہ بھی لکھا تھا۔ کہ ہمیں یقین ہے۔ اگر موجودہ سلیس ہندی کو دیونا گری کی بجائے اردو رسم الخط میں لکھا جائے۔ یا سلیس اردو کو دیونا گری میں لکھا جائے۔ تو دونوں زبانوں میں فرق کرنا مشکل ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اصل جھگڑا زبان کا نہیں ہے۔ بلکہ رسم الخط کا ہے۔ یہ بات اس کانفرنس کے انعقاد سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ جس کی اطلاع اوپر دی گئی ہے۔ اور جس کو پنڈت جی نے اتنا معقول پیغام دیا ہے۔ اور جس میں پنڈت نہرو نے باوجودیکہ یہ توقع ظاہر کی ہے۔ کہ دیونا گری رسم الخط آہستہ آہستہ غالب آجائیگا۔ یہ خیال ظاہر فرمایا ہے۔ کہ اردو رسم الخط کو قائم رکھنا بلکہ اسے ترقی دینا چاہیئے۔

پنڈت نہرو نے اردو زبان اور اردو رسم الخط کے قیام اور اسے ترقی دینے کے لئے ایک یہ دلیل بھی دی ہے۔ کہ اس زبان کے ذریعہ افریقہ اور ہندوستان کے درمیان رشتہ اتحاد قائم ہے۔ پنڈت جی کا اشارہ شاید ان ہندوستانیوں اور پاکستانیوں کی زبان کی طرف ہے۔ جو مشرقی اور جنوبی افریقہ میں بکثرت آباد ہو گئے ہیں۔ اور جو اردو زبان کے ذریعہ ہی اظہار خیال اور خط و کتابت کرتے ہیں۔ واقعی یہ ایک اچھی دلیل ہے۔ مگر ہمارے خیال میں اس دلیل کو اور بھی وسعت دی جا سکتی ہے۔

نہ صرف افریقہ کے بھارتی اور پاکستانی ہی اردو زبان استعمال کرتے ہیں۔ بلکہ کئی ایک وجوہات کی وجہ سے اردو زبان کم و بیش دنیا کے ہر خطہ تک پہنچ چکی ہے۔ شمالی اور جنوبی امریکہ اور ایشیا کے اکثر ممالک میں جہاں جہاں ہندوستانی یا پاکستانی گئے ہیں۔ وہاں وہاں ان کے ساتھ یہ زبان بھی گئی ہے۔ اور اکثر مغربی ممالک میں بھی اس کی تعلیم و تدریس کا انتظام ضروری سمجھا گیا ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ اردو زبان کسی قدر کم درجہ میں ہی سہی۔ آج بھی دنیا کی ان زبانوں میں شمار ہونے کے قابل ہے۔ جن کے ذریعہ مختلف اقوام عالم کاروباری معاملات کر سکتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اس لحاظ سے اردو زبان بھی انگریزی فرانسیسی اور عربی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مگر اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ان مقبول عام زبانوں کے بعد اردو کو بھی ایک بین الاقوامی مقام ضرور حاصل ہے۔

رہی رسم الخط کی بات تو یہ بھی حقیقت ہے۔ کہ اردو رسم الخط کا قیام اور اس کو ترقی دینا بھی اس کے متذکرہ بالا فائدہ میں اضافہ کا باعث ہے۔ ممکن ہے جیسا کہ پنڈت نہرو نے فرمایا ہے۔ بھارت میں آہستہ آہستہ دیونا گری رسم الخط اس پر غالب آجائے۔ لیکن اگر ایسا کبھی ہوا۔ تو اردو زبان کا جو فائدہ پنڈت جی نے بیان کیا ہے۔ اس میں کمی ضرور آجائے گی۔ کیونکہ اردو رسم الخط تمام وسط ایشیائی زبانوں کے رسم الخط کے ساتھ مماثلت رکھتا ہے۔ اس طرح اس مماثلت کی وجہ سے ان ممالک میں اردو یا ہندی کو زیادہ سے زیادہ کار آمد بنایا جا سکتا ہے۔ مگر دیونا گری رسم الخط کا غلبہ اس لحاظ سے مفید ہونے کی بجائے سخت ضرر رساں ثابت ہوگا۔ اس لئے پنڈت جی کا یہ احساس بالکل صحیح اور قدرتی ہے۔ کہ اردو رسم الخط کو نہ صرف قائم رکھا جائے۔ بلکہ اس کو ترقی دینی چاہیئے۔

دیونا گری رسم الخط صرف بھارت کے مخصوص علاقوں تک محدود ہے۔ بھارت میں بھی اس کو عمومی حیثیت حاصل نہیں ہے۔ اور ہمارا خیال ہے کہ جنوبی ہند میں ہندی کی مخالفت زیادہ تر دیونا گری رسم الخط ہی کی وجہ سے ہے۔ سچی بات تو یہ ہے۔ کہ بھارت ہی میں نہیں بلکہ پاکستان میں بھی رسوم الخط کی بوقلمونی ہی وحدت زبان کی شیرازہ بندی کے رستہ میں حائل ہو رہی ہے۔ مثلاً اگر بنگالی پنجابی۔ پشتو۔ گجراتی۔ سندھی۔ اردو وغیرہ زبانوں کو ایک ہی معیاری رسم الخط میں لکھنا شروع کر دیا جائے۔ تو بہت عرصہ نہیں گزرے گا۔ ہم دیکھیں گے کہ زبان کے تمام جھگڑے ختم ہو گئے ہیں۔ اردو اور بنگالی کا جھگڑا نپٹانے کے لئے بھی یہ نسخہ تیر بہدف ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر بنگالی کو بھی مثلاً اردو رسم الخط میں لکھنا شروع کر دیا جائے۔ تو یقیناً یہ اقدام پاکستان میں زبان کی یکسانی کے لئے کافی ممد و معاون ثابت ہوگا۔ اور جیسا کہ ہم نے عرض کیا ہے۔ پاکستان اور بھارت میں ان صد زبانیوں کو ہموار کرنے کے لئے واحد رسم الخط کا نسخہ بہت کار آمد ثابت ہو سکتا ہے۔ اور اگر تعصب سے خالی الذہن ہو کر غور کیا جائے۔ تو یقیناً دونوں ملکوں میں اردو رسم الخط ہی یہ کام بھی سر انجام دے سکتا ہے۔ اس سے نہ صرف ان دونوں ملکوں کی زبان میں یکسانی ہو جائے گی۔ بلکہ ان دونوں ملکوں کی وسط ایشیائی ممالک کے ساتھ بھی کسی حد تک زبان کی یکسانی ہو سکتی ہے۔ اسی طرح جس طرح رومن رسم الخط کی وجہ سے انگریزی جرمن فرانسیسی وغیرہ زبانوں کو یورپ میں ایک طرح کی یکسانی حاصل ہے۔

بے شک بظاہر یہ ایک خواب ہے۔ مگر ایسا بے حقیقت خواب بھی نہیں۔ کہ کبھی اس کو جامہ عمل ہی نہ پہنایا جا سکے۔ بلکہ ہمارا تو یہ خیال ہے۔ کہ چین جاپان اور مشرقی روس تک کو باقی ایشیائی ممالک کے ساتھ ایک ہی رسم الخط پر اتحاد کر لینا چاہیئے۔ یقیناً مشرقی ممالک کی نجات اور آزادی کی ترقی کی منزل میں یہ ایک اہم قدم ثابت ہو سکتا ہے۔ افسوس یہ ہے۔ کہ ابھی مشرق میں ایسے مسائل پر سوچنے کی بیداری ہی پیدا نہیں ہوئی۔ اور یہی اس کی پسماندگی کی دلیل ہے۔

تحریک جدید میں شمولیت

کل ہم نے ”تحریک جدید کے نئے سال کا آغاز“ کے عنوان سے نہایت اختصار کے ساتھ ان ترقیات اور برکات کا ذکر کیا تھا۔ جو تحریک جدید کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو عطا فرمائی ہیں۔ ہم نے عرض کیا تھا۔ کہ یہ تحریک نہایت ہی بابرکت مقدس اور اہم تحریک ہے۔ بلکہ ایک الہامی تحریک ہے۔ جو خدائی منشاء اور مرضی کے مطابق اس کے مامور کی زبان سے نکلی ہے۔ اور اب جس کی اہمیت صرف ماضی سے ہی متعلق نہیں۔ بلکہ آئندہ مستقبل کے ساتھ بھی اس کا گہرا رابطہ اور تعلق ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اسی تحریک کی وسعت دنیا میں ایک اصلاحی اور روحانی انقلاب کا موجب ہوگی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبات میں متواتر اس امر پر زور دیا ہے۔ کہ جماعت کے افراد اس تحریک میں ضرور حصہ لیں۔ بے شک یہ تحریک اصطلاح کے اعتبار سے طوعی ہے۔ اور خود حضور نے ہی اس میں شمولیت کو اختیاری قرار دیا ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں جن لوگوں کو اس کی اہمیت کا علم ہے اور اس بارے میں وہ حضور کے ارشادات کو جانتے ہیں۔ ان کے نزدیک نہ صرف یہ کہ یہ تحریک لازمی ہے۔ بلکہ اس سے محروم رہنا ایمان کی کمزوری اور اخلاص کی کمی کی دلیل ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

”میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ذرہ بھی رکھتا ہے۔ میری اس تحریک پر آگے آئیگا۔ اور وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرتا۔ اس کا ایمان کھویا جائیگا۔“

اسی طرح ایک دوسری جگہ تحریک جدید میں شمولیت کے اختیاری ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:۔

”گو اس تحریک میں شامل ہونا اختیاری ہوگا۔ مگر جو شخص شامل ہونے کی اہلیت رکھنے کے باوجود اس خیال کے ماتحت شامل نہیں ہوگا۔ کہ خلیفہ وقت نے شمولیت کو اختیاری قرار دیا ہے۔ وہ مرنے سے پہلے اس دنیا میں یا مرنے کے بعد اگلے جہان میں پکڑا جائیگا۔“

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ان واضح ارشادات کے بعد ہم سمجھتے ہیں۔ کہ کسی بھی احمدی کے لئے یہ گنجائش نہیں رہ جاتی۔ کہ وہ اس تحریک میں شامل ہونے کی اہلیت رکھنے کے باوجود شریک نہ ہو۔ اور اس اجر و ثواب کا مستحق نہ بنے۔ جو ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے والوں کو ملا کرتا ہے۔

خصوصیت سے جماعت کے نوجوانوں کو اس تحریک میں بہت زیادہ جوش اور اخلاص کے ساتھ حصہ لینا چاہیئے اس لئے کہ ان میں سے اکثر اپنی عمر کی وجہ سے تحریک جدید کے پہلے دور سے محروم رہ گئے ہوں گے۔ اب اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دوسرا دروازہ کھول دیا ہے۔ مبارک ہے وہ جو اس دروازہ سے داخل ہوتا اور رضاء الٰہی کے سرسبز و شاداب باغ میں جا پہنچتا ہے۔

ماہوار تبلیغی رپورٹیں بھجوائیں:۔ جن جماعتوں کی طرف سے ماہوار تبلیغی رپورٹیں موصول نہیں ہو رہیں۔ صدران جماعت مہربانی کر کے سیکرٹریان تبلیغ کو توجہ دلائیں۔ خود سیکرٹریان تبلیغ بھی اپنی ذمہ داری کو ادا کرنے کی طرف توجہ فرمائیں۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

فکر و نظر

صدر آئزن ہاور کی طرف سے دعا کی اپیل

امریکہ کی ایک خبر ملاحظہ فرمایئے:۔

"واشنگٹن ٢٥ نومبر۔ امریکہ کے صدر مسٹر آئزن ہاور نے امریکہ کے تمام باشندوں سے اپیل کی ہے کہ وہ خدا کے حضور خصوصیت سے دعا کریں۔ کہ وہ دنیا کی حالت سدھارنے میں اہل امریکہ کی مدد کرے۔ دعا کے لئے صدر آئزن ہاور نے ٢٦ نومبر کا دن مقرر کیا ہے"

صدر آئزن ہاور کا یہ بیان انسانی فطرت کے ایک دائمی تقاضے کا مظہر اور خالق کون و مکان کی عظمت و برتری کا آئینہ دار ہے — امریکہ دنیا کی موجودہ مادی طاقتوں میں سے ایک عظیم طاقت ہے۔ اور صدر آئزن ہاور اس عظیم طاقت کے سربراہ ہیں ان کا خدا کا نام لے اور دعا کی طرف متوجہ کرنا بتاتا ہے کہ دنیوی اعتبار سے بڑی سے بڑی طاقت و قوت رکھنے کے باوجود انسان اپنے مقاصد کی کامیابی پر پورا یقین اور اعتماد حاصل نہیں کر سکتا بلکہ وہ ایک خلا — ایک بے چینی — اور بے اطمینانی سی محسوس کرتا ہے۔ ایسی بے چینی جسے سوائے خالق فطرت کے اور کوئی دور نہیں کر سکتا اور جو دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت و قوت رکھنے کے باوجود انسان کو آستانہ الوہیت پر جھکنے کے لئے مجبور کر دیتی ہے۔

صدر آئزن ہاور کا یہ بیان روشنی اور امید کی ایک کرن ہے — ان کے لئے جو بنی نوع انسان کو آستانہ الوہیت پر جھکانے کے متمنی ہیں! یہ بیان بتاتا ہے کہ کفر و الحاد اور مادیت و دہریت کے بڑھتے ہوئے طوفان کے باوجود جس نے کم و بیش پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ ابھی بنی نوع انسان کی فطرت مسخ نہیں ہوئی اور وہ غفلت و عصیاں کے ہزاروں پردوں کے نیچے سے بھی اپنے خالق و مالک کی عظمت کا اقرار کر رہی ہے۔ اور اسے مدد کے لئے پکار رہی ہے۔

اختلافی عقائد اور اتحاد ملی

جماعت احمدیہ کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ اعتقادی اختلافات اپنے دائرہ میں محدود رہیں، اور اسلام کے وسیع مفاد کی خاطر مسلمانوں کے مختلف طبقوں اور فرقوں میں زیادہ سے زیادہ اتحاد یگانگت اور اشتراک عمل پیدا ہو — بالخصوص جب بھی دشمنان اسلام سے مقابلہ کا سوال پیدا ہوا۔ جماعت احمدیہ نے کبھی بھی اختلافی عقائد کو قومی و ملی مفاد میں روک نہیں بننے دیا بلکہ ایسے مواقع پر تمام اختلافات کو نظر انداز کر کے قومی یکجہتی کو مضبوط کرنے کی نہ صرف خود کوشش کی۔ بلکہ باقی مسلمانوں کو بھی ایسا ہی کرنے کی تلقین کی۔ بطور نمونہ صرف ایک مثال عرض کی جاتی ہے

۱۹۲۷ء میں مسلمانوں کو مرتد کرنے کے لئے شدھی کی تحریک جاری کی گئی۔ جس کے تحت ہزاروں غریب اور ناواقف مسلمان گھرانوں کو ہندو بنا لیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ سرور کائنات فخر دو عالم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے کی ناپاک مہم شروع کی گئی۔ چنانچہ "رنگیلا رسول" اور اسی قسم کی متعدد اور کتب میں حضور علیہ السلام پر ایسے دلخراش حملے کئے گئے۔ جن سے مسلمانوں کے قلوب پاش پاش ہو گئے۔ اس نازک وقت میں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنی جماعت کو مخاطب کر کے یہ ارشاد فرمایا:۔

"میں اپنی جماعت کے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ چھوٹے چھوٹے اختلافات کو مٹا کر سب سے ملنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اگر کوئی اہلحدیث منبر پر کھڑے ہو کر گالیاں بھی دیتا ہو تب بھی اس کی مدد کرنے کے لئے تیار رہو اور کہو کہ اس وقت ہم اسلام کو بچانے کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ آپ کا جواب دینے کی ہمیں فرصت نہیں۔ اسی طرح خواہ کوئی تمہارا کتنا ہی دشمن ہو۔ اس کی دشمنی کو نظر انداز کر دو ..... آج سے اپنے چھوٹے چھوٹے اختلاف مٹا دو۔ اور متفقہ اور متحدہ دشمن کا مقابلہ کرو"

(الفضل ۲۰ مئی ۱۹۲۷ء)

پھر حضور نے تمام مسلمانوں کو بھی دعوت اتحاد دی اور انہیں نصیحت فرمائی کہ

"ہر فرقہ جو ایک دوسرے کو کافر سمجھتا ہے وہ متفق ہو جائے اور سمجھ لے کہ آج اس اتفاق اور صلح کی اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے لئے بڑی ضرورت ہے۔ اور اس کو سمجھتے ہوئے وہ یہ عہد کرے کہ میں اس روز تک دم نہ لوں گا۔ جب تک کہ سب میں اتفاق نہ ہو جائے۔ تا اس اتحاد سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کو قائم کیا جا سکے"

(الفضل ۱۷ جون ۱۹۲۷ء)

ان حوالوں کو پڑھئے اور اندازہ لگایئے کیا ان کا ایک ایک لفظ اسلام اور رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور مسلمانوں کے اتحاد کی سچی تڑپ سے معمور نہیں؟

یہودیوں کی ریشہ دوانیاں اور عالم اسلام

عالم اسلام کے خلاف فلسطین کی اسرائیلی حکومت کے خطرناک عزائم اور منصوبے آہستہ آہستہ بے نقاب ہوتے جا رہے ہیں۔ حتیٰ کہ حال ہی میں جب اردن کے گاؤں قبیہ پر اس کی مسلح فوجوں نے حملہ کیا۔ تو خود وہ طاقتیں بھی اس کی مذمت کرنے پر مجبور ہو گئیں۔ جو یہودیوں کو عربوں پر مسلط کرنے کی ذمہ دار ہیں۔ اور جنہوں نے قریباً ہر موقعہ پر ان کی پیٹھ ٹھونکی اور مدد کی ہے

یہودیوں کی پہلے دن سے ہی یہ سوچی اور سمجھی ہوئی سازش اور سکیم ہے کہ آہستہ آہستہ ہمسایہ اسلامی ملکوں کو تباہ و برباد کر کے پورے عرب پر جو قلب اسلام کی حیثیت رکھتا ہے اپنا تسلط قائم کر لیا جائے یہ ناپاک سازش اب بالکل واضح ہو چکی ہے لیکن افسوس ہے کہ اسلامی ممالک نے اب تک اس سازش کو ناکام بنانے کے لئے متحدہ طور پر کوئی ٹھوس اور موثر قدم نہیں اٹھایا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے بارہا مسلمانوں کو وقت کے اس اہم تقاضے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور اس ضمن میں متعدد عملی تجاویز بھی پیش فرمائی ہیں۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کے گزشتہ جلسہ سالانہ پر بھی آپ نے اپنی تقریر میں مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی اور فرمایا۔

"یہود مسلمانوں کے شدید دشمن ہیں اور انہوں نے ایک ایسے ملک میں اپنی حکومت قائم کرلی ہے۔ جو ہمارے مقدس ترین مقامات یعنی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے بہت قریب ہے۔ ان کے ارادے یقیناً بہت خطرناک ہیں۔ اس لئے ان کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلمانوں کو ضرور مجموعی طور پر کوئی عملی قدم اٹھانا چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں اگر تمام اسلامی ممالک اس خطرے کے ازالہ کے لئے اپنے اپنے بجٹ کے پانچ فیصدی بھی مخصوص کر دیں۔ تو ایک اتنی بڑی رقم جمع ہو سکتی ہے۔ جس سے ہم یہودیوں کی بڑھتی ہوئی شرارتوں کا عملاً سدباب کر سکتے ہیں۔ اس مسئلہ کی اہمیت کے متعلق میں نے پہلے بھی توجہ دلائی تھی۔ اور اب پھر دلاتا ہوں۔ مگر افسوس کہ اب تک مسلمانوں نے اس خطرے کی اہمیت کو محسوس نہیں کیا"

(الفضل ۲ جنوری ۱۹۵۳ء)

کاش اب بھی اسلامی ممالک خطرے کی اہمیت کو محسوس کریں۔ اور محض احتجاج۔ تقاریر اور قراردادوں کی بجائے باہمی مشورہ سے کوئی مؤثر اور ٹھوس عملی قدم اٹھائیں!

چینی نوجوانوں کے نصب العین

حال ہی میں چین کے مشہور اخبار "پیکنگ" نے اپنے ایک مضمون میں بتایا ہے کہ وہاں کے مختلف طبقوں نے اپنے لئے کیا کیا نصب العین متعین کر رکھے ہیں۔ جنہیں وہ ہر لمحہ پیش نظر رکھتے ہیں۔ یہ نصب العین کیا ہیں؟ — ان کی تفصیل بہت دلچسپ ہے، اور ہم پاکستانیوں کے لئے سبق آموز!

دو نصب العین ملاحظہ ہوں

سرکاری ملازموں کا نصب العین۔ "اپنا نظریہ اور صلاحیتی معیار بلند کرو۔ ریاستی تنظیم اور نظام کار کی لفظاً اور معناً اطاعت کرو محنت سے کام کرو۔ اپنی کارکردگی کو مستقل طور پر بڑھاتے چلے جاؤ۔ عوام کی ضروریات اور مفادات کو اپنی ضرورت اور مفاد پر مقدم رکھو۔ کفایت شعاری برتو۔ اخراجات کم کرو"

نوجوان مردوں عورتوں اور طالب علموں کا نصب العین "اچھی صحت اچھی تعلیم اچھا کردار اور اچھا کام"

یہ ہیں ایک بے دین ملحد اور دہریہ ملک کے باشندوں کے نصب العین!

— اب آیئے ہم ایک "دینی" اور "اسلامی" مملکت کے شہری ہونے کے لحاظ سے ذرا اپنے قلوب کو بھی ٹٹولیں اور معلوم کریں کہ ہمارے نصب العین کیا ہیں — محض ذہنی اور خیالی نصب العین نہیں۔ بلکہ ہمارے اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے سوچنے اور کام کرنے کے جو انداز اور ڈھنگ ہیں وہ کس نصب العین کی غمازی کرتے ہیں؟

اگر ہم سب اس جہت سے اپنے اپنا جائزہ لیں۔ تو یقیناً ہم میں سے بہتوں کے سر ندامت سے جھک جائیں گے۔ خورشید احمد

روزنامہ المصلح کراچی مورخہ ۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انقلاب انگیز اسوۂ حسنہ

تقریر مکرم بابو اللہ داد صاحب جلسہ سیرت النبی منعقدہ احمدیہ ہال کراچی ۲۰ نومبر ۱۹۵۳ء

(۲)

یہ اصول اخلاق کی تعلیم میں بھی قائم رکھا۔ مخالف سے نیکی کے متعلق فرمایا اذا الذی بینک و بینہٗ عداوۃ کانہٗ ولی حمیم اس سے ممکن ہے کہ عداوت دوستی میں تبدیل ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں جگہ جگہ یہ ارشاد موجود ہے۔ کہ "افلا تعقلون" تم عقل سے کیوں کام نہیں لیتے۔۔ اور یہ ارشاد صرف اسی وقت تک کے لئے نہیں تھا۔ جبکہ آپ کمزوری کی حالت میں تھے۔ بلکہ جب آپؐ کو اکثریت اور طاقت اور حکومت حاصل ہو گئی۔ تو بھی آپؐ کا عمل اسی اصول کے مطابق رہا۔ کہ جبراً کوئی عقیدہ منوانا جائز نہیں۔ اور پھر اس کی یہی حکمت بتائی اور فرمایا کہ دین تو لوگوں سے ایمان کا مطالبہ کرتا ہے۔ اور ایمان یہ ہے کہ زبان سے اقرار کیا جائے۔ اور دل اس اقرار کی تصدیق کرتا ہو۔ اور اگر یہ نہ ہو تو پھر محض اقرار ایک منافقت ہے۔ اور منافق کو خدا پسند نہیں فرماتا۔

اس طرح دلوں کے لحاظ سے زیادہ اثر کرنے والی چیز آپؐ کی قربانیاں ہو سکتی تھیں۔ اور قربانیوں کے لحاظ سے آپؐ نے ہر قسم کی قربانیاں پیش فرمائیں۔ آپؐ نے عزت کی قربانی دی۔ تعلقات کی قربانی دی۔ اموال کی قربانی دی اور جان تک کو قربانی کے لئے پیش کر دیا۔ چنانچہ جب آپؐ کے چچا حضرت ابو طالب نے آپؐ کو قریش کا یہ پیغام دیا۔ کہ اب وہ آپؐ کی تبلیغ کو برداشت نہیں کریں گے۔ تو آپؐ نے فرمایا خدا کی قسم۔ اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج۔ اور دوسرے ہاتھ میں چاند دے دیں تو بھی میں اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے سے باز نہ رہوں گا۔ اگرچہ اس راہ میں میری جان بھی چلی جائے۔

اسی طرح روح کے لحاظ سے سب سے زیادہ اثر کرنے والا امر خدا تعالیٰ کی ہستی ہو سکتی تھی۔ اور خدا تعالیٰ کی ہستی کا مظہر ہونے کے لحاظ سے جو کیفیت آپؐ کی تھی۔ اس کی ایک مثال یہ ہے۔ کہ آپؐ نے اعلان فرمایا "لہ ملک السموٰت والارض" آسمان اور زمین کی تمام مخلوق اسی کے لئے ہے۔ اور پھر اس کی طرف سے بتایا کہ وہ فرماتا ہے۔ واللہ یعصمک من الناس لوگ مجھ پر حملے کریں گے اور وہ میری حفاظت فرمائے گا۔ چنانچہ لوگوں نے حملے کئے اور ایسے حملے کئے کہ بسا اوقات ان کی کامیابی قطعاً یقینی تھی۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اسی حقیقت کا اظہار فرمایا کہ خدا آپؐ کی حفاظت کے لئے موجود تھا۔ چنانچہ جب مکی زندگی میں وہ وقت آ گیا۔ کہ کفار نے آپؐ کو اور آپؐ کے صحابہؓ کو شہید کرنے کا ارادہ کر لیا۔ تو آپؐ نے صحابہؓ کو تو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا مشورہ دیا۔ مگر خود مکہ ہی میں موجود رہے۔ پھر اس کے بعد جب آپؐ نے صحابہ کو مدینہ کی طرف ہجرت کا مشورہ دیا۔ تو بھی آپ مکہ ہی میں موجود رہے۔ اور فرمایا میں خدا کے حکم کا منتظر ہوں۔ پھر ہجرت کے دوران میں جبکہ آپؐ حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ غار ثور میں موجود تھے۔ اور آپؐ کے خون کے پیاسے آپؐ کے تعاقب میں غار کے منہ تک پہنچ چکے تھے۔۔ حضرت ابو بکرؓ نے جو تعاقب کرنے والوں کی نفسیات سے بخوبی واقف تھے۔ عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ تو آ پہنچے۔ تو اس وقت بھی آپؐ نے انتہائی اطمینان کے ساتھ گویا کوئی بات ہی نہ تھی فرمایا "لا تحزن ان اللہ معنا" خوف مت کھائیے۔ وہ خدا جس نے میری حفاظت کا وعدہ فرمایا ہوا ہے۔ اب بھی ہمارے ساتھ ہے۔ الغرض متواتر تئیس ۲۳ سال تک مخالفین حملے کرتے رہے۔ اور ہر حملے پر خدا تعالیٰ آپؐ کی حفاظت فرماتا رہا۔

انہی دلائل اور قربانیوں اور نشانات کا یہ اثر تھا۔ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی صرف زبانوں نے آپؐ کی صداقت کا اقرار ہی نہیں کیا۔ بلکہ ان کے دل دماغ اور ارواح بھی آپؐ کی صداقت کے قائل تھے۔ اور اسی کا نتیجہ تھا کہ آپؐ کے لئے جو اخلاص ان سے ظہور میں آیا اس کی نظیر دنیا کی کوئی اور قوم پیش نہیں کر سکتی۔

۵۔ پانچویں خوبی یہ تھی کہ دنیا کے فساد انگیز اختلافات میں صرف آپؐ کی ذات ایک ممکن الوقوع وحدت کی پیغامبر تھی۔ چنانچہ اس وقت دنیا میں کئی مذاہب موجود تھے۔ مگر ہر مذہب دوسرے مذہب کا مکذب اور مخالف تھا۔ اور بے شمار بندگانِ خدا کے لئے باہمی چپقلش اور معصیت کا موجب بنا ہوا تھا۔ اس طوفانِ اختلافات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کی طرف متوجہ فرمایا کہ دنیا کا رب تو رب العالمین ہے۔ اور اس لئے دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس میں اس نے ہدایت دینے والے نہ بھیجے ہوں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ جب ان ہدایت دینے والوں کی آمد پر ایک عرصہ گزر گیا۔ تو ان کے ماننے والوں نے غلطیوں کو صداقتیں اور اصل اصول کو غلطیاں سمجھنا شروع کر دیا۔ اور اس لئے اختلافات پیدا ہو گئے اور انہی اختلافات کو مٹانے کے لئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے آپؐ کو مبعوث فرمایا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی آپؐ نے یہ بھی فرمایا۔ ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم و موسیٰ۔ آپ کی تعلیم اسی نہج پر ہے جس پر پہلی کتابیں تھیں۔ "فیھا کتب قیمۃ"۔ اس میں پہلی کتابوں کی تمام بنیادی تعلیمات کو جمع کر دیا گیا ہے۔ دوسرا بڑا اختلاف۔ جو خدا کی کثیر التعداد مخلوق کے لئے پسماندگی کا موجب بنا ہوا تھا۔ وہ نسلی قبائلی اور منصبی اختلاف تھا۔ اس کے متعلق آپؐ نے بتلایا۔ انا خلقنٰکم من ذکر و انثیٰ۔ خدا تعالیٰ نے سب کو عورت اور مرد کے جوڑے سے پیدا کیا ہے۔ اور قبائل کا وجود صرف پہچان کے لئے ہے۔ اسی لئے ان میں سے کسی کو کسی پر محض اس وجہ سے کوئی فضیلت نہیں۔ یہ حقیقت آپؐ نے چودہ سو سال قبل پیش فرمائی تھی مگر آج جو جدید تحقیقات اور جدید علوم کی روشنی میں نتائج پیش کئے جا رہے ہیں۔ وہ بھی اسی امر کی تائید اور تصدیق کرتے ہیں۔ تیسرا بڑا اختلاف کا موجب یہ تھا۔ کہ ان امور کو جن پر مختلف فریق متفق تھے اہمیت نہیں دی جاتی تھی۔ اور اسی لئے کلی اتفاق کا امکان دور سے دور تر ہوتا چلا جاتا تھا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے امور کو وہ اہمیت دی جس کے وہ مستحق تھے۔ چنانچہ فرمایا۔ تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا و بینکم۔ آؤ! اس کلمہ پر اکٹھے ہو جائیں جو مشترک ہے۔

اسی خوبی کا یہ بھی مظاہرہ تھا۔ کہ صحابہ کرام ابتداء میں کلمہ "لا الہ الا اللہ" پر جمع ہوئے۔ اور اس کے بعد مسلسل اتحاد اور وحدت میں ترقی کرتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ دین کی تکمیل کے ساتھ ساتھ ان کے اتحاد اور وحدت کی بھی تکمیل مکمل ہو گئی۔ چنانچہ مغرب کا ایک مصنف لکھتا ہے۔ مہاجرین اور انصار کی نئی جماعت کا قیام بطور اللہ کی امت کے مذہب کی بنیادوں پر وجود میں لایا گیا۔ اور یہ عرب کی تاریخ میں پہلی کوشش تھی۔ جس میں خونی رشتے کی بجائے مذہبی رشتے پر ایک سماجی نظام کی تعمیر کی گئی ...... اور بالآخر مدینے کی یہ چھوٹی سی جماعت بڑھتے بڑھتے اسلام کی عالمگیر برادری بن گئی"۔

۶۔ چھٹی خوبی یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمدردی عالمگیر تھی۔ آپؐ کا دعویٰ تھا۔ کہ میں تمام انسانیت کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور اس دعویٰ کے مطابق انسانیت کا کوئی فرد بھی آپؐ کی ہمدردی سے باہر نہیں تھا۔ اور آپ ہر ایک کی فلاح کے متمنی تھے۔ چنانچہ ایمان لانے والے تو اسلامی اخوت اور حقوق کے مستحق ہو ہی جاتے تھے۔ مگر وہ جو ایمان نہیں لاتے تھے۔ انہی کی ہمدردی تھی۔ جس کی وجہ سے آپؐ کو مت نئے مصائب برداشت کرنے پڑتے تھے۔ چنانچہ ایسے ہی لوگوں کی خاطر آپؐ نے طائف کا سفر اختیار فرمایا۔ مگر طائف کے لوگوں نے آپؐ کے پیچھے شہر کے آوارہ آدمی لگا دیئے۔ اور انہوں نے آپؐ پر پتھر برسائے۔ یہاں تک کہ آپؐ کا سارا بدن خون سے تر بتر ہو گیا۔ اور اسی حالت میں آپؐ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ کہ اے میرے پروردگار ان لوگوں کو ہدایت دے۔ کیونکہ انہوں نے جو سلوک میرے ساتھ کیا ہے۔ اس وجہ سے کیا ہے۔ کہ وہ جانتے نہیں۔ اسی طرح نجران کے عیسائی جب آپؐ سے بحث کرنے کے لئے آئے اور آپؐ نے محسوس فرمایا کہ انہیں اپنی مخصوص عبادت بجا لانے کے لئے جگہ کی وجہ سے گھبراہٹ ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ مسجد نبوی میں ہی اپنی عبادت بجا لا سکتے ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں کے متعلق جو آپؐ کے خلاف تلوار اٹھانے میں پہل کرنے والے تھے۔ آپؐ نے اپنے ماننے والوں سے فرمایا کہ وہ ایسے لوگوں سے قتال کر سکتے ہیں۔ مگر اس حالت میں بھی حکم یہ ہے۔ کہ زیادتی نہ کی جائے۔ اور زیادتی نہ کرنے کی تعریف یہ تھی۔ کہ بوڑھوں بچوں عورتوں۔ اور نہ ہی پیشواؤں کو قتل کیا جائے اور گرجے اور معبد نہ گرائے جائیں۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر فرمایا۔ کہ بدی کا بدلہ تو اتنا ہی ہے لیکن اگر اصلاح مدنظر اور عفو سے کام لیا جائے۔ تو اس کا بدلہ خدا دینے والا ہے۔ اور پھر صرف دوسروں کو ہی حکم نہیں دیا۔ بلکہ خود اس پر عمل کر کے بھی بتایا۔ چنانچہ جب مکہ فتح ہوا۔ تو ان لوگوں کو مخاطب فرماتے ہوئے جنہوں نے آپؐ پر اور آپؐ کے اقارب اور صحابہؓ پر انتہائی مظالم توڑے تھے۔ فرمایا۔ "لا تثریب علیکم الیوم"۔ آج کے دن تم پر کوئی مواخذہ نہیں۔

اسی اسوۂ حسنہ کا نتیجہ تھا۔ کہ وہ جو کبھی آپؐ کے خون کے پیاسے تھے۔ پھر آپؐ کے جاں نثار اور فدائی بن گئے۔ اور پھر اسی خوبی کا یہ اثر تھا۔ کہ صحابہ کرام نے بھی۔ اسی اسوۂ حسنہ کی پیروی کی یہاں تک کہ غیر مسلم بھی ان کی حکومت کو اپنے ہم مذہبوں کی حکومت سے بہتر قرار دینے لگ گئے۔ چنانچہ اس قسم کے بیشمار تاریخی واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ اسلامی فوج کی آمد پر حمص کے لوگوں نے خوش آمدید کہا۔ اور اقرار کیا کہ ہم اس ظالمانہ اقتدار سے جس کے ماتحت ہم رہتے رہے ہیں۔ آپ کی حکومت اور انصاف کو بدرجہا بہتر پاتے ہیں۔

۷۔ ساتویں خوبی یہ تھی کہ آپؐ نے جو کہا وہ کر کے دکھایا۔ اسی لحاظ سے قرآن کریم میں سورہ جمعہ کی ابتدائی آیات میں آپؐ کا یہ دعویٰ بتایا گیا تھا۔ کہ آپؐ کے ذریعے عرب قوم میں ایک جدید نظم پیدا ہوگا اور اس قوم کو علم اور حکمت عطا کی جائے گی۔ اور بالآخر غالب آ جائے گی۔ یہ کوئی معمولی دعویٰ نہیں تھا۔ چنانچہ ایک مغربی مصنف لکھتا ہے۔ "اگر کوئی شخص ساتویں صدی مسیحی کے ابتدائی حصے میں یہ دعویٰ کرتا۔ کہ چند سالوں کے عرصے میں عرب جیسے پسماندہ ملک سے ایک طاقت اٹھے گی اور وہ ایرانی اور رومی حکومتوں سے ٹکرائے گی اور ان پر غالب آ جائے گی۔ تو وہ شخص یقیناً ایک مجنون قرار دیا جاتا"۔ مگر پھر یہ مصنف لکھتا ہے کہ۔ "یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ کہ ایک سو سال بعد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیرو ایک ایسی عظیم الشان سلطنت کے مالک بن گئے۔ جو اپنی وسعت میں اس سے کہیں زیادہ تھی۔ جتنی کہ رومیوں کی ان کے انتہائی عروج پر تھی۔ اور جس میں خلیج بسکے سے لے کر سندھ اور چین تک اور آمو سے لے کر نیل

مختلف مقامات پر سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے

راولپنڈی

مورخہ ۲۰ رنومبر ۱۹۵۳ء کو مسجد احمدیہ راولپنڈی میں زیر صدارت مکرم بابو الٰہی بخش صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد سعید احمد صاحب اظہر مولوی فاضل جامعۃ المبشرین نے سرور کائنات اور صحابہ کرامؓ کی زندگی میں کفار مکہ کی طرف سے پیہم مظالم کا ذکر کرتے کے بعد فتح مکہ کا واقعہ پیش کر کے سامعین سے اپیل کی۔ کہ دشمنوں کے ساتھ حضورؐ کا عفو درگذر کا یہ سلوک ہم کو دعوت دیتا ہے۔ کہ ہم حضور کے اُسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر صبر اور عفو جیسے اعلیٰ اخلاق کے ذریعہ مخالف سے مخالف ۔۔۔۔۔ دل کو فتح کریں۔ آپ کے بعد مکرم میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ نے سورۃ ن کی ابتدائی آیات کی تلاوت فرما کر کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات سے وہ نیک سلوک کیا۔ کہ باوجودیکہ تمام عمر تنگدستی میں گذاری۔ اور عورتوں کی خواہشات اقسم کپڑا۔ زیور۔ عمدہ خوراک کو پورا نہ کر سکے۔ اور باوجود اس کے کہ ایک کے بعد دوسری اور تیسری حتیٰ کہ متعدد شادیاں کیں۔ لیکن ایک بی بی بھی اپنی زبان پر آپ کے خلاف حرف شکایت نہ لائی۔ شکوہ ہی نہ کیا۔ بلکہ تعریف کی۔ چنانچہ اس ضمن میں حضرت خدیجہؓ کی شہادت کلا واللّٰہ لا یخزیک اللّٰہ ابدا الخ اور حضرت عائشہؓ کی شہادت کان خلقہ القرآن پیش کیا۔

ان کے بعد چوہدری احمد جان صاحب سابق امیر جماعت نے جنگ بدر اور جنگ احد اور ہجرت کے واقعات تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق آپ کی روحانی قوت اس درجہ کمال پر پہنچے ہوئے تھے کہ آپ نے درندہ صفت جاہلوں کو انسان بنایا اور انسان سے باخدا انسان بنا کر اُن کے اندر وحدانیت کی یہ روح پیدا کی۔

آخر میں صاحب صدر نے سامعین سے اپیل کی کہ جو تقریریں آپ کے سامنے کی گئیں۔ اُن کی غرض یہ ہے کہ آپ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین ہو کر وہ اخلاق اپنے اندر پیدا کریں۔ جلسہ دعا پر برخاست ہوا۔

(سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ راولپنڈی)

لاہور

مورخہ ۲۰ نومبر کو

جماعت احمدیہ لاہور کا جلسہ سیرۃ النبیؐ زیر صدارت چوہدری اسداللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء امیر جماعت احمدیہ لاہور جامع احمدیہ مسجد لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں سید بہادل شاہ صاحب اور مولانا عبدالغفور صاحب و محمد شریف صاحب مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم لاہور نے سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک اور آپ کی اہم تاریخی واقعات زندگی اور بنیادی تعلیمات پر تقاریر کیں اور بالآخر جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے بھی دلکش پیرایہ میں تقریر فرمائی اور واضح کیا کہ کس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام توحید و رسالت تمام دنیا تک پہنچایا۔

(خاکسار نور احمد سیکرٹری رشد و اصلاح جماعت احمدیہ لاہور)

ہڑپارہ ضلع لاہور

جماعت احمدیہ ہڑپارہ ضلع لاہور کے زیر اہتمام مورخہ ۲۰-۱۱-۵۳ کو دار التبلیغ ہڑپارہ میں بعد نماز مغرب ایک غیر از جماعت دوست کی صدارت میں جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد کیا گیا۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن اور نظم کے بعد شروع کی گئی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حسنہ نہایت خوش اسلوبی سے احباب کے سامنے پیش کئے گئے۔ اور حضور کی سیرۃ طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ آخر میں صاحب صدر نے اس قسم کی تقاریب کو بہت ہی مبارک قرار دیا۔ اور بڑے الحاح سے دعا کی کہ خدا تعالیٰ اس تقریب سعید کے بانی کو اس سے بھی زیادہ توفیق دے۔ تا وہ دشمنان اسلام کو زیادہ سے زیادہ اسلام اور بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محاسن سے روشناس کرا کر حلقہ بگوش کر سکے۔ اور دوسرے مسلمانوں کو بھی خدا تعالیٰ اس پاکیزہ مثال سے سبق حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آخر میں اسلام اور پاکستان کی سربلندی کے لئے اجتماعی دعا کی گئی۔

(جمال الدین گل پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ہڑپارہ ضلع لاہور)

بھلو کے ضلع گوجرانوالہ

مورخہ ۲۰-۱۱-۵۳ کو بعد نماز عشاء جماعت احمدیہ بھلو کے ضلع گوجرانوالہ کا جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم زیر صدارت پریذیڈنٹ صاحب جماعت ہذا منعقد ہوا۔ جس میں تلاوت قرآن مجید و نظم کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ پر مختلف تقاریر ہوئیں۔

(بشیر احمد سیکرٹری مال بھلو کے ضلع گوجرانوالہ)

حیدرآباد سندھ!

مورخہ ۲۹-۱۱-۵۳ بروز اتوار شام کو ۷ بجے زیر اہتمام مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد سندھ سیرۃ النبی صلعم کا جلسہ زیر صدارت مکرم مولوی سید احمد علی صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ منعقد ہوا۔ لاؤڈ سپیکر کا بھی انتظام تھا۔ تلاوت قرآن مجید و نظم کے بعد رشید احمد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے حضرت نبی کریم صلعم کی شان اور مرتبہ اور حضرت رسول مقبول صلعم سے آپ کے والہانہ عشق کے متعلق بعض تحریرات پیش فرمائیں۔ بعد ازیں ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب قریشی نے آپ کے متعلق آپ کی تعلیم پر ایک مختصر تقریر فرمائی۔ مکرم ماسٹر خدا بخش صاحب نے ایک طویل نظم در مدح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ بعد ازیں خاکسار نے "آپ کا نوجوانوں کے لئے اسوہ اور آنحضرت صلعم کا توکل علی اللہ" کے موضوع پر تقریر کی۔ برکات احمد صاحب نے "آپ کا دشمنوں سے سلوک" پر تقریر فرمائی۔ بعد ازاں محترم صدر صاحب نے صدارتی تقریر فرماتے ہوئے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کا صحابہ رضوان اللہ علیہم پر اثر سے متعلق بعض مثالیں دیکر روشنی ڈالی۔ جلسہ رات کے ساڑھے دس بجے تک ہوتا رہا۔ خواتین کے لئے پردہ کا انتظام بھی تھا۔ دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

(عبدالمجید نیاز قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد سندھ)

کوئٹہ

۲۰ رنومبر بروز جمعہ جماعت احمدیہ کوئٹہ کے زیر اہتمام سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت مکرم جناب میاں بشیر احمد صاحب ایم۔اے امیر جماعت کوئٹہ نے فرمائی۔ تلاوت قرآن کریم اور نعت کے بعد مکرم شیخ محمد حنیف صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے لیکر دعویٰ نبوت تک کے وہ تمام واقعات جو حضور پُرنور کو پیش آئے بتائے۔ مکرم حاجی فیض الحق خان صاحب نے دعویٰ نبوت سے ہجرت تک کے حالات بتلائے۔ محترم صدر صاحب نے ہجرت کے بعد کے واقعات بیان کئے۔ آپ نے چند جنگوں کے واقعات بیان کرتے ہوئے واضح فرمایا۔ کہ جنگوں کا معرض وجود میں آنے کا موجب خود دشمن تھے۔ اور پہل بھی دشمنوں کی طرف سے ہوئی۔ اس کے بعد دعا پر جلسہ برخواست ہوا

(خاکسار محمد عیسیٰ جان سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ کوئٹہ)

کنڈیارو سندھ

۲۰-۱۱-۵۳ بعد نماز جمعہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جلسہ کیا گیا۔

اوّل ماسٹر محمد پریل صاحب نے افتتاحی تقریر میں جلسے کا مقصد بیان فرمایا۔ اس کے بعد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت پر مختصر تقریر فرمائی۔

اس کے بعد میاں محمد اسمٰعیل صاحب نے سورۃ جمعہ کا اوّل رکوع پڑھ کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزگی پر تقریر فرمائی۔

میاں عبدالرشید صاحب نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر پہلو سے پاکیزگی ثابت کی۔ دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

مسن باڈہ!

۲۹ رنومبر کو جماعت احمدیہ مسن باڈہ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ پر جلسہ منعقد ہوا۔

مولوی غلام حیدر صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ مکرم مولانا مولوی غلام احمد صاحب فرخ نے حضورؐ کی سوانح اور اسوۂ حسنہ پر تقریر فرمائی۔ دعا کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

(سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ مسن باڈہ)

کھنڈو

جماعت احمدیہ کھنڈو کے زیر اہتمام سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جلسہ منعقد کیا گیا۔ مکرم مولوی غلام حیدر صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سیرت کے چیدہ چیدہ واقعات بیان فرمائے۔ مولوی غلام احمد صاحب فرخ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح اور سیرت طیبہ پر مبسوط تقریر فرمائی۔ (سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ کھنڈو)

انتخاب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی

قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا سالانہ انتخاب زیر صدارت جناب امیر صاحب مورخہ ۱۳ ردسمبر بروز اتوار بوقت دس بجے صبح احمدیہ ہال میں ہونا قرار پایا ہے۔ انشاء اللہ۔ نیز قائد کے انتخاب کے بعد زعمائے حلقہ جات مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے انتخابات بھی اسی جگہ اسی دن کرانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا تمام اُن خدام سے۔ جو کراچی شہر۔ کراچی کینٹ۔ کورنگی۔ ماڑی پور۔ منوڑہ وغیرہ میں مقیم ہیں۔ گذارش ہے کہ پابندی وقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اجلاس میں شرکت فرما کر انتخابات میں حصہ لیں (معتمد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی)

شرح چندہ روزنامہ المصلح

پاکستان سے پاکستانی سکہ میں

قیمت اخبار سالانہ	-/۲۴
ششماہی	-/۱۳
سہ ماہی	-/۷
ماہوار	۲/۸
خطبہ نمبر سالانہ	-/۶

ہندوستان سے ہندوستانی سکہ میں

قیمت اخبار سالانہ	-/۳۵
ششماہی	-/۱۸
سہ ماہی	-/۹
خطبہ سالانہ	-/۹

سمندر پار قیمت سالانہ -/۳۳ روپے پاکستانی سکہ میں۔

(مینیجر)

اعلان دارالقضاء

بمطالبہ مرزا مہتاب بیگ صاحب سیکرٹری کمیٹی ہائے تعاونی قادیان حال ربوہ از محمد شریف صاحب ولد پیر اللہ دتہ صاحب ساکن بھینی دنزد قادیان ضلع گورداسپور حال صدر بازار منٹگمری فیصلہ کیا گیا ہے کہ چونکہ محمد شریف صاحب کا حساب بیباق ہو چکا ہے لہٰذا مطالبہ سائل مسترد ہے۔ صرف مبلغ پونے دو آنے بابت اخراجات خرچہ محمد شریف صاحب مذکور مرزا مہتاب بیگ صاحب سیکرٹری کمیٹی مذکور کو ادا کریں۔ چونکہ محمد شریف صاحب کو بطریق معمولی اطلاع نہیں ہو سکی۔ اس لئے ان کو اس اعلان کے ذریعہ خلاصہ فیصلہ کی اطلاع دی جاتی ہے۔ (ناظم دارالقضاء سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ پاکستان)

مطالبات کے بارے میں میرا موقف ہمیشہ یہی رہا کہ یہ ناممکن العمل ہیں

میں نے کبھی یہ محسوس نہیں کیا کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان کی دیانتداری یا مملکت سے وفاداری مشکوک ہے

پاکستان کے سابق گورنر جنرل اور وزیراعظم خواجہ ناظم الدین کا بیان

لاہور ۲ دسمبر۔ پاکستان کے سابق وزیراعظم خواجہ ناظم الدین نے فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں جو بیان دیا تھا اس کی مختصر رپورٹ دیروزہ اشاعت میں آ چکی ہے۔ ذیل میں ان کے مفصل بیان کے ان حصوں کا ترجمہ دیا جا رہا ہے جن کی اشاعت کی اجازت دی گئی ہے۔

خواجہ صاحب نے تحقیقاتی عدالت کو بتایا کہ مطالبات کے بارے میں تقریباً تمام علماء متفق تھے۔ البتہ ان میں اس بات پر اتفاق نہیں تھا کہ راست اقدام شروع کرنا یا الٹی میٹم دینا مناسب ہے یا نہیں۔

انہوں نے یہ بھی بتایا کہ اگست میں جو اعلان کیا گیا تھا۔ اس سے تحریک کا زور بڑی حد تک کم ہو گیا۔ س: پنجاب پراونشل مسلم لیگ نے مطالبات کے سلسلہ میں جو قرارداد منظور کی کیا اس کی نقل صدر آل پاکستان مسلم لیگ کی حیثیت سے آپ کے سامنے پیش کی گئی تھی؟ ج: مجھے یاد نہیں لیکن عین ممکن بلکہ اغلب ہے کہ قرارداد کی ایک نقل میرے پاس پہنچی۔ لیکن مجھے یہ یاد نہیں کہ پرسنل سیکرٹری نے اس قرارداد کی کوئی نقل میرے سامنے رکھی ہو۔ جو صوبائی مسلم لیگ نے لاہور میں ۱۹۵۲ء میں منظور کی۔ س: الٹی میٹم کس نے آپ کو پہنچایا تھا؟ ج: مجھے مولانا عبدالحامد بدایونی اور پیر صاحب آف سرسینہ شریف کے سوا الٹی میٹم دینے والے دوسرے لوگوں کے نام یاد نہیں۔ غالباً سید مظفر علی شمسی بھی ان لوگوں کے ساتھ تھے۔

جب پوچھا گیا۔ کہ کیا الٹی میٹم تحریری تھا تو خواجہ صاحب نے جواب دیا۔ "مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ یہ الٹی میٹم مجھے پڑھ کر سنایا گیا تھا۔ البتہ مجھے ٹھیک یاد نہیں کہ الٹی میٹم میں "ڈائرکٹ ایکشن" کے لئے کون سا لفظ استعمال کیا گیا تھا۔"

خواجہ ناظم الدین نے کہا جب بعض علماء ۱۶ فروری کو لاہور میں مجھ سے ملنے آئے تو میں نے انہیں یہ مشورہ دیا کہ وہ کوئی قدم اٹھانے سے قبل مزید گفتگو کے لئے مجھے کراچی میں ملیں۔ لاہور میں ان علماء سے میری ملاقات سے قبل وہ مجھ سے مشترکہ ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا کرتے تھے۔ ان کے ساتھ میری ملاقاتیں سردار عبدالرب نشتر۔ مسٹر گورمانی اور مسٹر فضل الرحمن کی موجودگی میں ہوئیں۔

لاہور میں مجھ سے ملاقات کے بعد جب وہ کراچی میں مجھے ملنے آئے۔ تو صرف سردار عبدالرب نشتر موجود تھے۔ علماء کا وفد مولانا عبدالحامد بدایونی۔ مولانا سلیمان ندوی۔ مولانا احتشام الحق۔ مفتی محمد شفیع اور مولانا اختر علی خان پر مشتمل تھا

گفتگو کے دوران میں مولانا احتشام الحق نے کاغذ کے ایک پرزے پر کوئی بات لکھی۔ اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو پہنچا دی۔ مجھے یہ علم نہیں کہ انہوں نے کاغذ پر کیا لکھا۔ لیکن مجھے یوں معلوم ہوا جیسے یہ کوئی تجویز تھی۔ کیونکہ ان کے رفقاء نے مولانا عبدالحامد بدایونی کے سوا اس سے اتفاق کیا۔ مولانا بدایونی نے کہا کہ مجلس عمل پنجاب کے ارکان لاہور سے آ رہے ہیں۔ لہٰذا دوسرے دن ایک اور ملاقات ہونی چاہیئے۔ جب دوسرے دن لاہور سے ٹرین آ گئی۔ تو مولانا بدایونی نے مجھے ٹیلیفون کیا۔ مولانا بدایونی نے کہا کہ علمائے پنجاب سے ہونے والی ملاقات میں ان علماء کو نہ بلایا جائے۔ جو گذشتہ روز مجھے مل چکے ہیں۔

مولانا اختر علی خان ابھی کراچی میں ہی تھے۔ میں نے انہیں انٹرویو کے لئے کراچی میں مزید قیام کے لئے کہا۔ لیکن انہیں بہاولپور میں کوئی ضروری کام تھا۔ لہٰذا وہ چلے گئے۔ میرے سیکرٹری سے مولانا اختر علی خان کو ٹیلیفون کیا گیا۔ کہ وہ کراچی واپس آ جائیں۔ لیکن انہوں نے جواب دیا۔ کہ وہ صرف اسی صورت میں آ سکتے ہیں۔ کہ ان کے لئے "ملنگٹ" طیارہ بھیجا جائے۔ کیونکہ انہیں لاہور واپس جانا ہے۔ جہاں ان کے والد بیمار ہیں۔

پنجاب کے نمائندوں سے ملاقات سردار عبدالرب نشتر کی موجودگی میں ہوئی۔ اس ملاقات کے وقت جو لوگ موجود تھے مجھے ان سب کے نام تو یاد نہیں۔ لیکن ان میں مولانا بدایونی یقیناً موجود تھے۔ ان کے علاوہ مجھے صرف مولانا تاج الدین انصاری اور سید مظفر علی شمسی کے نام یاد ہیں۔ ان کے ہمراہ بعض دوسرے علماء بھی تھے۔ میں نے مولانا بدایونی کی یہ تجویز منظور کر لی تھی۔ کہ مولانا احتشام الحق اور دوسرے لوگ اس ملاقات کے موقعہ پر مدعو نہ کئے جائیں۔ انٹرویو کے پہلے دن میں نے یہ تاثر لیا۔ کہ مولانا اختر علی خان سمجھوتہ کے خواہاں ہیں۔ چنانچہ یہی وجہ تھی۔ کہ میں انہیں کراچی میں ٹھہرانے کا خواہاں تھا۔

مولانا اختر علی خان متلون مزاج انسان ہیں۔ جب انہوں نے مجھ سے ملاقات کی۔ تو انہوں نے میری رائے سے اتفاق کیا۔ جب وہ لاہور گئے تو انہوں نے دوسرے فریق کا ساتھ دیا۔

جماعت اسلامی کے وکیل چوہدری نذیر احمد کی جرح پر خواجہ ناظم الدین نے کہا میرا خیال ہے مولانا مودودی مجھے کبھی نہیں ملے۔ اگر کسی نے ایسا کہا ہے ۔ کہ مولانا مودودی ...... جنوری ۱۹۵۳ء میں کنونشن کے جلسوں میں شریک ہوتے تھے۔ اور شام کو کراچی میں مجھے ملا کرتے تھے تو بالکل غلط ہے۔

س: آپ نے کہا ہے کہ آپ کو ۲۶ فروری کی رات کو یہ اطلاع ملی کہ بعض علماء ڈائرکٹ ایکشن کے خلاف تھے۔ کیا جن علماء کے متعلق کہا گیا۔ کہ وہ اس اقدام کے خلاف ہیں۔ ان میں مولانا مودودی کا نام بھی تھا؟ ج: جی ہاں۔ ٹھیک ہے۔ س: کیا آپ کو یہ علم ہے۔ کہ مولانا مودودی کی قیادت میں جماعت اسلامی نے ڈائرکٹ ایکشن کی تحریک میں حصہ نہیں لیا؟ ج: میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ آیا مولانا مودودی یا جماعت اسلامی نے ڈائرکٹ ایکشن کی تحریک میں حصہ لیا یا نہیں مجھے جو معلومات حاصل تھیں وہ میں پیش کر چکا ہوں۔ س: براہ کرم دستاویز ڈی۔ ای ۲۱۲ دیکھیں خصوصاً اس کا وہ حصہ جس پر حاشیہ لگایا گیا ہے۔ اور بتائیں کہ کیا آپ نے اسمبلی میں یہ تقریر کی تھی؟ جواب: جی ہاں میں نے یہ تقریر کی تھی۔ جماعت اسلامی بھی ان جماعتوں میں سے ایک تھی۔ جن کا میں نے اپنی تقریر میں اچھے الفاظ میں ذکر کیا تھا۔ لیکن میری تقریر کا یہ فقرہ کہ "اس کی وجہ ان کا یہ احساس تھا۔ کہ تحریک مفاد مملکت کے خلاف تھی۔" اس جماعت کے بارے میں نہیں تھا۔ کیونکہ ڈائرکٹ ایکشن سے علیحدگی کی ایک وجہ مولانا مودودی نے یہ بتائی تھی۔ کہ یہ وقت ڈائرکٹ ایکشن کے لئے موزوں نہیں۔ سوال: مولانا مودودی نے یہ کب کہا تھا۔ کہ یہ وقت ڈائرکٹ ایکشن کے لئے موزوں نہیں؟ جواب: میری اطلاع کے مطابق مولانا مودودی نے ۲۶ تاریخ کو کنونشن کے اجلاس میں شرکت نہیں کی۔ انہوں نے کسی کو خط دے کر اپنی طرف سے شرکت کرنے کے لئے بھیجا۔ مولانا کے اسی موقف کا اظہار غالباً اسی خط میں کیا گیا تھا۔ لیکن یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ انہوں نے اس موقف کی وضاحت کسی پمفلٹ یا اخبار میں کی ہو۔ یا کسی ایسی تقریر میں کی ہو۔ جس کی رپورٹ اخبارات میں شائع ہوئی۔ سوال: آپ کی معلومات کیا کہتی ہیں۔ آیا مولانا مودودی الٹی میٹم بھیجنے کے حق میں تھے یا نہیں؟ جواب: جہاں تک میری اطلاعات کا تعلق ہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو الٹی میٹم سے وابستہ نہیں کیا۔ درحقیقت مجھے اس بات کا بھی شک ہے۔ کہ الٹی میٹم بھیجنے کے متعلق جو فیصلہ ہوا۔ انہیں اس کا بھی علم تھا یا نہیں۔ مولانا مودودی ان لوگوں میں شامل نہیں۔ جنہیں گرفتار کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ مولانا ۲۷ تاریخ کو کراچی میں تھے ہی نہیں۔ انہیں حکومت پنجاب نے بعد میں گرفتار کیا۔ مرکزی حکومت نے جس سے میری مراد حکام کراچی ہے۔ امیر جماعت اسلامی سندھ و کراچی مولانا سلطان احمد کی گرفتاری کے احکام بھی صادر نہیں کئے۔ مولانا مودودی کی گرفتاری مرکزی حکومت کے احکام کے تحت عمل میں نہیں آئی۔ اسمبلی میں ۱۹ مارچ کو میں نے جو بیان دیا وہ ان اطلاعات پر مبنی تھا۔ جو مجھے اس وقت تک موصول ہوئی تھیں۔

خواجہ ناظم الدین نے بتایا۔ انہیں وہ تار موصول ہوا تھا۔ جو مولانا مودودی۔ مولانا داؤد غزنوی اور مفتی محمد حسن کی طرف سے ۴ مارچ کو لاہور سے بھیجا گیا تھا۔ اور جس میں یہ کہا گیا کہ ان سے مداخلت کی درخواست کی گئی تھی۔ کہ پنجاب کی حالت خراب ہوتی جا رہی ہے۔ یہ تار ۴ مارچ ہی کو موصول ہو گیا تھا۔ لیکن میرے سامنے یہ اگلے روز پیش کیا گیا۔ مولانا مودودی نے ۵ مارچ کو مجھے ایک اور تار بھیجا۔ سوال: کیا آپ نے ان دونوں تاروں کے موصول ہونے کی اطلاع دی تھی؟ جواب: ہاں میں نے ۵ مارچ کو وزیراعلیٰ پنجاب کو ایک تار بھیجا۔ جس میں ان سے کہا۔ کہ مولانا کو میرا پیغام پہنچا دیں۔ سوال: یہ پیغام کیا تھا؟ جواب: جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ میں نے مولانا کو یہ پیغام بھیجا تھا۔ کہ جب تک امن و قانون بحال نہیں ہو جاتا۔ کسی قسم کی گفت و شنید کا کوئی سوال پیدا نہیں ہو سکتا۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ مولانا مودودی کی جانب سے مجھے اس ضمن میں کوئی اور درخواست بھی ملی ہو۔ سوال: تینوں مطالبات سب سے پہلے آپ کے علم میں کب آئے؟ جواب: مجھے اس بارے میں کچھ یاد نہیں۔ اسی سلسلے میں میرے پاس کتنے ہی وفد آیا کرتے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ میں نے مطالبات کے متعلق سب سے پہلے جولائی ۱۹۵۲ء میں سنا ہو۔ احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کے مسئلہ پر بحث اس سے پہلے ہوئی۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ اس مطالبہ نے چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کی اس تقریر کے بعد زور پکڑا۔ جو انہوں نے مئی ۱۹۵۲ء میں جہانگیر پارک کراچی میں کی تھی۔ سوال: کیا سول اینڈ ملٹری گزٹ کے منیجنگ پروپرائٹر خواجہ نذیر احمد ۶ مارچ ۱۹۵۳ء میں آپ سے کراچی میں ملے تھے؟ جواب: میرا خیال ہے ملے تھے۔ سوال: آپ سے ان کی جو بات چیت ہوئی۔ کیا اس میں یہ تذکرہ بھی آیا تھا۔ کہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے جو بیان پہلے دیا ہے۔ اس کی توضیح ہو جائے۔ تو صورت حال بہتر ہو جائے گی؟ جواب: جہاں تک مجھے یاد ہے۔ خواجہ نذیر احمد میرے پاس بعض تجویزیں لے کر آئے۔ اور کہنے لگے اگر وہ احمدیہ جماعت کے سربراہ سے بیان لے سکیں۔ تو اس سے مسئلہ کے حل میں شاید کچھ مدد مل سکے گی۔ بدقسمتی سے مجھے اس وقت وہ فارمولا یاد نہیں۔ جو ان تجویزوں پر مشتمل تھا۔ میں نے اس میں بعض ترمیمیں پیش کیں۔ مجھے کچھ یاد سا پڑتا ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ کہ وہ اس مسئلہ پر پہلے چوہدری محمد ظفر اللہ خاں سے گفت و شنید کریں گے۔ اس کے بعد احمدیہ جماعت کے سربراہ سے اس بیان کی منظوری لینے کے لئے ربوہ جائیں گے۔

س:۔ کیا آپ اس واقعہ کی تاریخ بتا سکتے ہیں؟ ج:۔ ہو سکتا ہے۔ کہ یہ واقعہ ۶ اور ۱۰ مارچ کے درمیان یا اس سے بھی بعد ہوا ہو۔ تاہم مجھے اتنا یقینی طور پر یاد ہے کہ یہ مارشل لاء کے نفاذ کے چند روز بعد وقوع پذیر ہوا۔ اس معاملہ کے متعلق گفتگو کا آغاز خود خواجہ نذیر احمد نے کیا۔ انہوں نے مجھے بتایا۔ وہ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا ارادہ یہ تھا۔ کہ وہ احمدیہ جماعت کے سربراہ کو وہ بیان جاری کرنے پر آمادہ کریں جس کا متن ان کے پاس تھا۔ میں نے ان سے کہا اگر وہ اس جماعت کے سربراہ سے کھلے بندوں اعلان کرا سکیں۔ کہ جو مرزا غلام احمد صاحب کو نہیں مانتے۔ احمدی انہیں اس معنی میں "کافر" نہیں سمجھتے جو اس لفظ سے عامۃ المسلمین مراد لیتے ہیں۔ تو صورت حال شاید کچھ بہتر ہو جائے۔

خواجہ ناظم الدین سے جب احمدیوں کے بارے میں اپنی رائے ظاہر کرنے کو کہا گیا۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ یہ مذہبی معاملہ ہے۔ میں اس مسئلہ کے متعلق دفتوی قبول کرنے کو تیار ہوں۔ جو فیصلہ علماء دیں۔

خواجہ ناظم الدین نے کہا۔ آل پاکستان مسلم لیگ نے ۱۹۵۳ء میں ان مطالبات پر غور نہیں کیا۔ انہوں نے کہا۔ مرکزی حکومت نے ۱۹۵۳ء میں مارشل لاء کے نفاذ سے قبل اس بارے میں کوئی بیان نہیں دیا۔ س:۔ کیا یہ بات آپ کے علم میں آئی تھی کہ ۱۹۵۲ء میں احرار اور مسلم لیگ کی جماعتیں پنجاب میں ایک ساتھ کام کر رہی تھیں؟ ج:۔ نہیں ۱۹۵۲ء میں نہیں۔

س:۔ کیا ۱۹۵۱ء کے انتخابات میں وہ اس طرح ایک ساتھ کام کرتی رہیں۔ ج:۔ میں اس وقت گورنر جنرل تھا۔ مجھے اس وقت کی بات کا کوئی علم نہیں۔

خواجہ ناظم الدین نے بتایا ۱۹۵۲ء میں ان سے احرار کے کسی رہنما نے ملاقات نہیں کی۔ اور یہ نہیں کہا۔ کہ وہ مسلم لیگ سے مل کر کام کر رہے ہیں۔ س:۔ کیا آپ نے علماء سے کبھی یہ وعدہ بھی کیا تھا۔ کہ مطالبات پر ان کے استحقاق کی بنا پر غور کیا جائے گا؟ ج:۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ مطالبات کے بارے میں میرا موقف ہمیشہ یہی رہا۔ کہ یہ ناممکن العمل ہیں۔ اس موقف سے علماء پر یہ واضح ہو جانا چاہیئے تھا۔ کہ مطالبات حکومت کے لئے قابل قبول نہیں۔

س:۔ کیا آپ نے وفد کی صورت میں آنے والوں سے کبھی واضح طور پر بھی کہا تھا۔ کہ مطالبات ملکی مفاد کے خلاف ہیں۔ اس لئے حکومت انہیں منظور کرنے کے لئے تیار نہیں؟ ج:۔ میں نے آخری صورت میں مطالبات کو کبھی مسترد نہیں کیا۔ لیکن میں نے وفد کی صورت میں آنے والوں کو یہ مشورہ ضرور دیا تھا کہ وہ مطالبات پر زور نہ دیں۔ میں نے ان کے سامنے یہ تجویز رکھی تھی۔ کہ وہ کوئی درمیانی راستہ کوئی بین بین طریقہ دریافت کریں۔ س:۔ کیا آپ نے خود بھی کوئی درمیانی راستہ تجویز کیا تھا؟ ج:۔ متعدد تجاویز پیش ہوئیں۔ اور زیر بحث آئیں۔

س:۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خان کی برطرفی کے مطالبہ کے متعلق آپ کا جواب کیا تھا؟ ج:۔ میں اسے تسلیم نہیں کر سکتا تھا۔

عدالت کی طرف سے پوچھا گیا۔ کہ بنیادی اصول کی کمیٹی کی رپورٹ کی اشاعت کا علماء پر کیا اثر ہوا؟

خواجہ ناظم الدین نے کہا۔ کہ علماء اس سے "کلیۃً" متفق نہیں تھے۔ اطلاع ملی تھی۔ کہ انہوں نے ایک کانفرنس منعقد کی ہے۔ جس میں اس رپورٹ کے متعلق ترمیم پیش کی گئی۔ رپورٹ کی اشاعت کے بعد انہوں نے کوئی احتجاج نہیں کیا اور صرف ترمیمات تجویز کیں۔ کیونکہ ان کا یہ مطالبہ کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہو مان لیا گیا تھا۔ س:۔ کیا رپورٹ کی اشاعت کے بعد جماعت اسلامی نے کوئی خاص موقف اختیار کیا۔

جواب ۔ ہمیں ابھی تک عوام کی طرف سے یادداشتیں وصول ہو رہی ہیں کہ علماء کی تجویز کردہ ترمیمات آئین میں شامل کر لی جائیں۔ علماء کی کنونشن کے بعد جماعت اسلامی کی پوزیشن یہ تھی۔ کہ احمدیوں کے سوال کو آئینی سوال تصور کیا جائے۔ اور اس سوال کا حل علیحدہ نہیں بلکہ تجاویز کے ساتھ ہونا چاہیئے۔

نائب وزیر اعظم

صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے وکیل مسٹر بشیر احمد کی جرح کے جواب میں انہوں نے کہا کہ جب قائد اعظم نے چوہدری ظفر اللہ خان کو پاکستان کا وزیر خارجہ مقرر کیا تو میں اس وقت بنگال کا وزیر اعلیٰ تھا۔ سرکاری طور پر مجھے کوئی اطلاع نہیں تھی۔ کہ چوہدری ظفر اللہ خاں کو نائب وزیر اعظم بھی مقرر کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ تاہم مجھے غیر سرکاری اطلاع ملی ہے کہ نائب وزیر اعظم کی قسم کا کوئی عہدہ نہیں تھا۔ سوال۔ جب آپ نے بحیثیت گورنر جنرل کے چارج لیا۔ تو کیا چوہدری ظفر اللہ خاں قائمقام نائب وزیر اعظم نہیں تھے۔ جواب۔ نہیں۔ کیونکہ میرے گورنر جنرل بننے کے بعد پہلی دفعہ جب نواب زادہ لیاقت علی بیرونی ممالک کو روانہ ہوئے۔ تو انہوں نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ میں کابینہ کے اجلاس کی صدارت کروں۔ سوال۔ تب مجھے سمجھ لینا چاہیئے کہ آپ کے گورنر جنرل ہونے کے دوران میں جب کبھی نواب زادہ لیاقت علی پاکستان سے باہر جاتے تھے۔ تو ہمیشہ آپ کابینہ کے اجلاس کی صدارت کیا کرتے تھے کیا یہ درست ہے۔ جواب۔ ہاں۔ لیکن صرف ایک دفعہ ایسا موقعہ آیا۔ سوال۔ آپ کے علم کے مطابق نوابزادہ لیاقت علی کی وزارت کے دوران میں کیا کبھی ایسا موقعہ بھی آیا کہ کابینہ کے اجلاس کی چوہدری ظفر اللہ خاں نے بھی صدارت کی ہو۔ جواب۔ مجھے ایک موقعہ یاد ہے۔ تاہم نواب زادہ لیاقت علی کی عدم موجودگی میں چوہدری ظفر اللہ خاں نے فائلوں پر حکم دیئے ہوں تو وہ وزیر اعظم کی حیثیت سے دیتے ہوں گے۔ سوال۔ جب آپ نے وزیر اعظم کی حیثیت سے چارج لیا۔ تو کیا کبھی چوہدری ظفر اللہ خاں کے سینئر ہونے پر بھی غور کیا گیا تھا؟ جواب۔ جب میں وزیر اعظم بنا تو میں نے ان کے ساتھ اسی طرح برتاؤ کیا۔ جیسا کہ پہلے کیا جاتا تھا۔ بس یہی کہ سینئر ہونے کے لحاظ سے وزیر اعظم کے بعد ان کا نمبر تھا۔ نائب وزیر اعظم ہونے کے لئے ضروری ہوتا کہ مسلم لیگ پارلیمنٹری پارٹی پہلے انہیں نائب لیڈر چنا جاتا۔ سوال۔ گورنر جنرل یا وزیر اعظم ہونے کے دوران میں کیا آپ نے کبھی محسوس کیا کہ چوہدری ظفر اللہ خاں کی دیانت داری یا مملکت سے وفاداری مشکوک ہے؟ سوال نہیں اگر میں ایسا محسوس کرتا۔ تو میں انہیں کابینہ میں رہنے کی اجازت نہ دیتا۔ سوال۔ کیا یہ صحیح ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خاں نے آپ سے کہا تھا کہ اگر ان کا کابینہ میں رہنا مملکت کے لئے نقصان دہ ہے۔ تو وہ مستعفی ہو جاتے ہیں۔ جواب۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ جو کچھ کہا گیا تھا۔ جب وہ محسوس کریں گے۔ کہ میں ان کا مستعفی ہونا پسند کرتا ہوں۔ تو وہ کسی قسم کی مشکل پیدا کئے بغیر مستعفی ہو جائیں گے۔

سوال:۔ کیا آپ پر یہ چیز منکشف ہوئی تھی یا نہیں۔ کہ جس قسم کا احتجاج احمدیوں کے خلاف کیا جا رہا ہے۔ اگر اسے روکا نہ گیا۔ تو یہ کسی وقت بھی آگ کی طرح پھیل سکتا ہے؟ جواب:۔ یہ ضروری نہ تھا۔ کہ یہ آگ اس طرح پھیل ہی جائے۔ اگر ہم درمیانی راستہ تلاش کر سکتے۔ تو اسے روکا جا سکتا تھا۔

خواجہ ناظم الدین نے کہا۔ کہ یہ بات خاص طور پر صحیح ہے۔ کہ جب سے احمدیوں کے خلاف تحریک شروع ہوئی۔ پنجاب میں ہزاروں جلسے منعقد ہوئے۔ جس میں احمدیوں کی مذمت کی گئی۔ اور عوام کو مشتعل کیا گیا۔ انہوں نے عدالت کو بتایا۔ کہ دوسری پارٹیوں کے احرار سے ملنے سے پہلے احمدیوں کی طرف سے پنجاب میں جو تقریریں کی گئیں۔ وہ احرار کی تقاریر سے مختلف نہیں تھیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ یہ بات کہنے سے میرا مطلب یہ ہے کہ احمدیوں کی طرف سے جو تقریریں ہوئیں۔ وہ بھی اشتعال انگیز تھیں۔ دوسری پارٹیوں کے احرار کے ساتھ مل جانے کے بعد احمدیوں کی تقریروں کے لب و لہجہ میں تبدیلی واقع ہوئی۔ اور دوسروں کے خلاف جارحانہ

اندازمیں کمی ہوئی۔ لیکن ان کی تحریروں میں جارحانہ انداز بدستور باقی رہا۔ سوال :۔ اگر آپ سمجھتے تھے۔ احمدیوں کے جلسے اشتعال انگیزی پیدا کرسکتے ہیں۔ تو آپ نے مئی ۱۹۵۲ء میں انہیں جہانگیر پارک میں جلسہ کرنے کی اجازت کیوں دی؟ جواب :۔ اس وقت کے کراچی ایڈمنسٹریٹر کا خیال تھا۔ کہ ہمیں احمدیوں کو جلسہ کی اجازت دے دینی چاہیئے۔ اور ایڈمنسٹریشن کو پولیس کے ذریعہ ان کی پوری حفاظت کرنی چاہیئے۔ انہوں نے مجھے یقین دلایا تھا۔ کہ وہ تحفظ امن کے قابل ہیں۔ لیکن جلسہ کے انعقاد سے شہر کا امن درہم برہم ہُوا۔ جس اصول کے تحت احمدیوں کو شہر میں جلسہ منعقد کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ وہ یہ تھا۔ کہ کسی جلسہ کی ممانعت محض اس وجہ سے نہیں ہونی چاہیئے۔ کہ کچھ لوگ گڑبڑ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

وکیل کی مزید جرح کے جواب میں خواجہ ناظم الدین نے بتایا۔ کہ احمدیوں کے جو اخبار اشتعال انگیز تقریریں اور خطبے شائع کیا کرتے تھے وہ اخبار "الفضل" لاہور اور "المصلح" کراچی تھے۔

سوال :۔ کیا احمدیوں کے خلاف مظاہروں سے آپ کو کبھی اندازہ ہُوا۔ کہ ہجوم میں اس حد تک تعصب پیدا کیا جارہا ہے۔ کہ ایڈمنسٹریشن کے لیے ان مظاہروں پر قابو پانا ناممکن ہوگا؟

جواب :۔ ہاں صرف جنوری اور فروری کے وسط میں

سوال : کیا آپ کا خیال ہے۔ کہ جنوری اور فروری میں جو کچھ ہُوا۔ وہ بتدریج پھیلائی جانے والی آگ کا نقطۂ عروج تھا یا یہ سب کچھ خودی طور پر نمایاں ہُوا؟ جواب :۔ اگست ۱۹۵۲ء میں حکومت کے اعلان نے اس تحریک کو عملاً مُردہ بنا دیا تھا۔ لیکن دسمبر میں اس میں پھر جان پڑ گئی۔ سوال :۔ کیا آپ نے کبھی محسوس کیا۔ کہ اگر مظاہروں کو بڑھنے دیا گیا۔ تو ملک کا شیرازہ بکھر جائیگا۔ اور اس کی تمام تر ذمہ داری مرکز پر عائد ہوگی؟ جواب :۔ ڈائرکٹ ایکشن شروع ہونے تک ایسا کوئی خیال پیدا نہیں ہُوا۔ سوال :۔ احمدیہ جماعت کے سربراہ سے بیان لینے کے بارے میں آپ نے خواجہ نذیر احمدؐ کو کیا تجویز پیش کی تھی؟ جواب :۔ میری تجویز وہی تھی۔ جو اس سے پیشتر سردار عبدالرب نشتر نے پیش کی تھی۔ یہ تجویز اس وقت پیش کی گئی تھی۔ جب احمدیوں کا وفد ان کی موجودگی میں مجھ سے ملنے آیا۔ مجھے یاد ہے۔ کہ وفد سے گفت و شنید کے دوران میں جو سوالات پیدا ہوئے۔ ان میں ایک یہ تھا۔ کہ آیا احمدی دوسرے مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ یا نہیں۔ وفد نے اس کا جواب اثبات میں دیا تھا۔ سردار عبدالرب نشتر نے وفد سے پوچھا۔ کہ کیا وہ دوسرے مسلمانوں کو کسی مخصوص معنی میں مسلمان سمجھتے ہیں؟ اس پر وفد نے پہلے کچھ پس و پیش کیا۔ مگر آخر کار نفی میں جواب دیا۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ خواجہ نذیر احمدؐ اس وفد میں شامل تھے یا نہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ شامل نہیں تھے

(باقی)

اگر حکومت واضح اقدام اختیار کرتی تو تحریک اتنا زور نہیں پکڑ سکتی تھی

تحقیقاتی عدالت میں پاکستان کے وزیر مواصلات سردار بہادر خاں کا بیان

لاہور ۲ دسمبر: سردار بہادر خاں نے جو بیان تحقیقاتی عدالت کے سامنے دیا ہے۔ اس کا صرف ایک حصہ جو خفیہ امور اور سرکاری رازوں سے متعلق نہیں تھا۔ اخبارات کو اشاعت کے لیے دیا گیا۔ سردار بہادر خاں نے یہ خیال ظاہر کیا۔ کہ ملک کو تین ٹھوس مطالبات کا سامنا تھا۔ اور میری رائے میں اگر ان مطالبات کے متعلق کسی کو فیصلہ دینے کا حق تھا۔ تو وہ مرکزی حکومت تھی۔ سردار بہادر خاں نے یہ بیان اس وقت دیا جب عدالت نے ان سے پوچھا۔ کہ مرکزی حکومت کا خیال یہ تھا۔ کہ مسئلہ کو امن و امان کا سوال بنا کر زیادہ مناسب طریقہ پر سنبھالا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد مرکزی حکومت کو ان مطالبات کے متعلق فوراً اپنا فیصلہ دینے کی ضرورت بھی نہیں پڑی۔ اس کے متعلق اپنی رائے ظاہر کیجئے۔ انہوں نے کہا۔ کہ اس کے علاوہ میری اپنی رائے یہ ہے۔ کہ جن لوگوں نے یہ مطالبات پیش کئے تھے۔ انہیں تین عناصر میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اول وہ لوگ جو صدق دل سے مطالبات میں یقین رکھتے تھے اور ان کی خاطر اپنی جان قربان کرنے کو تیار تھے۔ دوم وہ لوگ جو ان مطالبات کو آگے بڑھا کر سیاسی فائدہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ سوم وہ لوگ جنہیں یہ سمجھا گیا تھا۔ کہ اگر تم مطالبات پر سختی سے زور دیتے رہے۔ تو مرکزی حکومت انہیں منظور کرے گی۔ ایسے لوگوں کی تعداد سب سے زیادہ تھی۔ میرا خیال ہے کہ اگر حکومت واضح اور غیر مبہم رویہ اختیار کرتی۔ تو لوگوں کی بہت بڑی اکثریت جو یہ امید کرتی تھی۔ کہ اگر وہ سختی کے ساتھ زور دیتی رہی۔ تو اپنے مطالبات منظور کرانے میں کامیاب ہوجائے گی۔ تحریک سے قطع تعلق کرلیتی۔ اور تحریک اتنا زور نہ پکڑ سکتی۔ میں شروع سے یہی کہتا رہا۔

کشمیر کے متعلق نہرو کے نام وزیراعظم پاکستان کا مراسلہ

کراچی ۳ دسمبر۔ معلوم ہُوا ہے۔ کہ بھارت میں مقیم پاکستان ہائی کمشنر راجہ غضنفر علی خاں نے آج بھارتی وزیر اعظم پنڈت نہرو کو وزیر اعظم محمد علی کا ایک جوابی مراسلہ دیا ہے۔ یہ مراسلہ پنڈت نہرو کے اس مراسلہ کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ جس میں انہوں نے وزراء اعظم کے حالیہ معاہدہ دہلی کے مطابق "جلد از جلد کشمیر میں ناظم استصواب مقرر کرنے کے سلسلہ میں ماہرین کی کمیٹی" قائم کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ معلوم ہُوا ہے۔ کہ پاکستانی ہائی کمشنر کل پھر پنڈت نہرو سے اس سلسلہ میں ملاقات کریں گے۔

بھارت میں اشتہارات کے متعلق مسودہ قانون

نئی دہلی ۳ دسمبر: آج کونسل آف اسٹیٹ میں ایک مسودہ قانون پیش کیا گیا۔ جس کی رو سے دوائیوں کے ایسے اشتہاروں پر کنٹرول کیا جائےگا۔ اور ایسے اشتہارات پر پابندی لگائی جائے گی۔ جن میں بعض ادویہ کو جادو کی طرح اثر کرنے والی بتایا جاتا ہے۔ اور اس طرح سیدھے سادے لوگ نیم حکیموں کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ اور نقصان پہنچانے والی دوائیاں اور آلے استعمال کرنے لگتے ہیں۔

بھارت پارلیمنٹ کے ستر ارکان نے امریکہ کے نائب صدر کی تقریر کا بائیکاٹ کیا

دہلی ۲ دسمبر۔ آج امریکہ کے نائب صدر مسٹر نکسن نے بھارتی پارلیمنٹ میں تقریر کی۔ پارلیمنٹ کے تقریباً ستر ارکان نے تقریر کا بائیکاٹ کیا۔ بائیکاٹ کرنے والے ممبروں میں کمیونسٹ انقلابی سوشلسٹ۔ فارورڈ بلاک۔ کسان اور مزدور پارٹیوں کے ممبر شامل تھے۔ مسٹر نکسن نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ امریکہ کے لوگ یہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ ایشیا کے لیڈر کی حیثیت سے بھارت کا اثر بڑھ رہا ہے۔ اور بھارت کے تعاون کے بغیر ایشیا میں امن قائم نہیں رہ سکتا۔

صوبائی سول حکام کا رجحان یہی تھا کہ امن و امان کا کام فوجی حکام کے سپرد کر دیا جائے

تحقیقاتی عدالت میں مسٹر گورمانی کا بیان

لاہور ۳ دسمبر: پاکستان کے وزیر داخلہ مسٹر گورمانی نے فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کو بتایا۔ کہ میری وزارت نے حکومت پنجاب کو یہ ہدایات جاری کردی تھیں۔ کہ اگر سول حکام مارشل لاء کا اعلان کرنے کے متعلق درخواست کے سلسلہ میں عجلت کا مظاہرہ کریں۔ تو اس درخواست کو قبول نہ کیا جائے۔ مسٹر گورمانی نے کہا۔ کہ مرکزی حکومت کے علم میں یہ بات آئی تھی کہ سیالکوٹ اور دوسرے مقامات پر سول حکام کا رجحان یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ امن و امان کے قیام کی ذمہ داری فوجی حکام کے ہاتھوں میں دے دی جائے۔ تحقیقاتی عدالت میں مسٹر گورمانی نے کل جو بیان دیا تھا۔ وہ آج اخبارات کو اشاعت کے لیے دیا گیا۔ مسٹر دولتانہ نے مسٹر گورمانی کا نام اپنے گواہوں کی فہرست میں لکھوایا تھا۔ لیکن مسٹر دولتانہ کے وکیل مسٹر یعقوب علی خاں نے عدالت کے سامنے کہا۔ کہ میں مسٹر گورمانی پر جرح کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔

امریکہ کے نائب صدر اتوار کو کراچی پہنچیں گے

کراچی ۳ دسمبر۔ امریکہ کے نائب صدر مسٹر نکسن اپنی اہلیہ کے ہمراہ یکشنبہ ۶ دسمبر کی سہ پہر کو پونے چار بجے کراچی کے سول ہوائی اڈہ پر پہنچیں گے۔ اور یہاں حکومت پاکستان کے مہمان کی حیثیت سے تین روز قیام کریں گے۔ دوشنبہ کی صبح ساڑھے نو بجے مسٹر نکسن مسٹر ہیلڈ رتھ کے ہمراہ محترمہ فاطمہ جناح سے ملاقات کرنے فلیگ اسٹاف ہاؤس جائیں گی۔

ہڑتال کی وجہ سے سات اخبارات بند ہیں

نیویارک ۲ دسمبر: نیویارک میں فوٹو انگریورس کی ہڑتال کا آج چوتھا دن تھا۔ ۷ بڑے اخبارات ابھی بند ہیں

کراچی کے ساحل پر بحری جہازوں کی جنگی مشقیں

کراچی ۲ دسمبر۔ آج کراچی کے ساحل پر پاکستانی بحریہ کے جہازوں کی جنگی مشقیں شروع ہوگئیں۔ ان مشقوں میں طارق طغرل۔ اور ٹیپو سلطان نے حصہ لیا اور دشمن کی آبدوز کشتیوں کو زبردست مقابلہ کے بعد بھاگنے پر مجبور کردیا۔ شاہی فضائیہ کے بمباروں نے بھی اس مصنوعی جنگ میں بحری جہازوں کی امداد کی۔

کراچی ۳ دسمبر: معتبر ذرائع سے معلوم ہُوا ہے۔ کہ مجلس دستور ساز کا تعلیمات اسلامی بورڈ آئندہ مالی سال یعنی اپریل ۱۹۵۴ء سے ختم کردیا جائیگا۔

مارٹن روڈ کراچی میں سیرت النبیؐ کا جلسہ

جماعت احمدیہ کراچی کے زیر اہتمام جلسہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بروز ہفتہ مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۵۳ء بوقت ۶ بجے شام مسجد احمدیہ مارٹن روڈ میں منعقد ہوگا۔ تمام احباب سے استدعا ہے۔ کہ نماز مغرب مسجد احمدیہ مارٹن روڈ میں ادا کریں۔ تاکہ جلسہ کی کارروائی ٹھیک وقت پر شروع کی جاسکے

(سیکرٹری)